از قلم حافظ محمد عمار خان ناصر

کیا حضرت عیسیٰ کی وفات قرآن سے ثابت ہے؟

جب روح اللہ، کلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کسی جماعت، حلقے یا مجلس میں ہوتا ہے تو ان کی حیات و وفات کی متنازعہ حیثیت اور اس سے متعلقہ بحث طلب امور کا زیر بحث آ جانا ایک لازمی امر ہے خصوصاً یہ کہ کیا حضرت مسیح نے رفع الی السماء سے قبل وفات پائی یا کہ نہیں۔ چنانچہ یہ مسئلہ عیسائی اور مسلم حضرات کے درمیان ہمیشہ سے متنازعہ ہے اور تب تک رہے گا جب تک کہ (اہلِ اسلام کے عقیدہ کے مطابق) حضرت عیسیٰؑ نزول کے بعد صلیب کو نہیں توڑ دیتے[1]۔ ازروئے قرآن حضرت عیسیٰؑ کی وفات قبل از رفع ثابت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ قرآن پاک نے اس کی شدت سے نفی کی ہے۔ چنانچہ سورہ المائدہ میں ہے:

وما قتلوہ وما صلبوہ

یعنی انہوں نے نہ تو ان کو قتل کیا اور نہ سولی دی

جبکہ عیسائی پادری صاحبان کہتے ہیں کہ سورۃ آل عمران کی مندرجہ ذیل آیت سے عیسیٰؑ کی وفات قبل از رفع ثابت و متحقق ہے:

اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ الخ۔

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰؑ میں تجھے پورا (یعنی روح و بدن سمیت) لینے والا ہوں یعنی تجھے اپنے آسمان کی جانب اٹھانے والا ہوں۔

عیسائی پادری "متوفی" سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرتے ہیں لیکن ان کا یہ دعویٰ درست نہیں ہے کیونکہ اس آیت سے قطعاً یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰؑ نے آسمان پر جانے سے قبل موت کا مزہ چکھا بلکہ علامہ آلوسیؒ (المتوفی ۱۲۷۰ھ) کی تصریح ہے کہ:

فالکلام کنایۃ عن عصمتہ من الاعداء[2]

(ترجمہ) پس کلام کنایہ ہے اس سے کہ وہ دشمنوں (کی سازش) سے بچ گئے۔

اور علامہ نیشاپوریؒ "غرائب القرآن" میں آیت توفی کے تحت فرماتے ہیں:

یا عیسیٰ انی متوفیک الی متمم عمرک وعاصمک من ان یقتلک الکفار الآن بل ارفعک الی سمائی واصونک من ان یتمکنوا من قتلک[3]

ترجمہ: اے عیسیٰ! بے شک میں تجھے پورا لینے والا ہوں یعنی تیری عمر کو پورا کرنے والا ہوں اور تجھے اس سے بچانے والا ہوں کہ کفار اب تجھے قتل کر دیں بلکہ میں تجھے اپنے آسمان کی طرف اٹھاؤں گا اور تجھے بچاؤں گا اس سے کہ یہ (یہودی) تجھے قتل کر سکیں۔

صاحب کشاف (زمخشریؒ) اور صاحب مدارک کی رائے

---

[1] بخاری جلد اول ص ۴۹۰ باب نزول عیسیٰ ابن مریمؑ

[2] روح المعانی ج ۳ ص ۱۵۸ [3] ج ۳ ص ۲۰۶

میں توفی بمعنی "مستوفی اجلک" کے ہے۔ چنانچہ ان دونوں تفسیروں میں صراحت ہے کہ:

"ممیتک حتف انفک لا قتیلا بایدیھم[1]"

ترجمہ: میں تجھے تیری طبعی موت ماروں گا۔ ان کے ہاتھوں تو قتل نہ ہوگا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اس مسئلہ پر بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

والظاھر عندی ان المراد بالتوفی "ھو الرفع الی السماء بلا موت[2]۔"

ترجمہ: میرے نزدیک یہی ظاہر ہے کہ توفی سے مراد آسمان کی طرف بغیر موت کے چڑھ جانا ہے۔

امام قرطبیؒ کی رائے بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کو بغیر وفات اور نیند کے اُٹھا لیا[3]۔ قدماء مفسرینؒ میں سے امام ابن جریر طبریؒ اس آیت کے تحت متعدد اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں

"واولی ھذہ الاقوال بالصحۃ عندنا قول من قال معنی ذلک انی قابضک من الارض ورافعک الیّ[4]"

قرآن کریم کے علاوہ احادیث و روایات سے بھی حضرت عیسیٰؑ کا بغیر موت کے عروج ثابت ہے۔ چنانچہ صاحب روح المعانی روایت نقل کرتے ہیں کہ

"قال رسول اللہ للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ[5]"

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا کہ بیشک عیسیٰؑ نہیں مرے اور بے شک وہ تمہاری طرف قیامت کے دن سے پہلے لوٹنے والے ہیں۔"

الغرض علماء نے توفی کے مختلف معانی بیان کیے ہیں لیکن کسی کے قول سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰؑ نے قبل از رفع وفات پائی۔ ہاں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت تفاسیر میں ملتی ہے جس میں متوفیک کا معنی "ممیتک" کیا گیا ہے لیکن علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زمخشریؒ نے اس کو "قیل" کے ساتھ نقل کیا ہے جس سے اس کا ضعف معلوم ہوتا ہے لیکن ہمارے خیال میں اس صورت میں بھی کوئی قباحت لازم نہیں آتی کیونکہ ضروری نہیں کہ موت "رفع" سے پہلے متحقق ہو حتیٰ کہ حضرت قتادہؒ کی رائے یہ ہے کہ آیت میں تقدیم و تاخیر ہے اور تقدیر یوں ہے:

انی رافعک الیّ و متوفیک یعنی بعد ذلک

یہ قول تفاسیر میں منقول ہے[1]۔ اور یہ قول عین عرب کے محاورے اور لغت کے مطابق ہے جیسا کہ نحو اور اصول فقہ کی معتبر کتابوں میں تصریح ہے کہ "واو" ترتیب کے لیے نہیں ہے۔ چنانچہ اس جگہ کافیہ کی عبارت مع شرح ملا جامی کے مرقوم ہوتی ہے

فالواو للجمع مطلقا لا ترتیب فیھا فقولہ لا ترتیب فیھا بین المعطوف والمعطوف علیہ بمعنی انہ لا یفھم ھذا الترتیب منھا وجوداً او عدماً

اور اصول فقہ کی مشہور کتاب نور الانوار میں ہے (باقی ص ۳۶ پر)

[1] کشاف ج ۱ ص ۳۶۶ و مدارک ج ۱ ص ۲۵۵) [2] مظہری ج ۲ ص ۵۰) [3] قرطبی بحوالہ روح المعانی [4] طبری ج ۳ ص ۲۰۲
[5] روح المعانی ج ۱ ص ۱۵۸

[1] دیکھیے روح المعانی ج ۱ ص ۱۵۸ و در منثور ج ۲ ص ۳۶ و ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۶